مولانا مفتی سیف اللہ حقانی
فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ

کیا عورت اسلام میں سربراہِ مملکت بن سکتی ہے

عورت کو دلائل شرعیہ کی رو سے بادشاہ و سربراہ بنانا جائز نہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

شریعت اسلامیہ کا ایک ادنیٰ طالب علم آسانی سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ شرعاً کسی چیز کا جواز یا عدم جواز اسلام کے چار مشہور اصول اور دلائل ہی سے ثابت کیا جا سکتا ہے ان دلائل کے بغیر کسی چیز پر جواز یا عدم جواز کا حکم لگانا اور اسے شرعی حکم سمجھنا سراسر جہالت ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ عورت کی سربراہی کو ان اصولوں کے آئینہ میں دیکھا جائے تاکہ عورت کی سربراہی کی اصلی خدوخال اور اس کی شرعی حیثیت سامنے آجائے۔ لہٰذا راقم الحروف قارئین کی خدمت میں اس سلسلہ میں ایک مضمون پیش کرتا ہے تاکہ صحیح صورت حال معلوم ہو۔

(۱) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے تحت ساتویں صدی کے مشہور و مقبول اور معتمد مفسر علامہ ابن کثیرؒ اپنی مایۂ ناز تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

یقول تعالیٰ (الرجال قوامون علی النساء) ای الرجل قیم علی المرأة ای هو رئیسها وکبیرها والحاکم علیها ومؤدبها اذا اعوجت (بما فضل اللہ بعضهم علی بعض) ای لان الرجال افضل من النساء والرجل خیر من المرأة ولهذا کانت النبوة مختصة بالرجال وکذالک الملک الاعظم لقوله صلی اللہ علیه وسلم۔ لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأة (رواه البخاری من حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکرة عن ابیه ج ۱ ص ۹۱)

جناب باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرد عورت کا حاکم و رئیس اور سردار ہے اسے درست اور ٹھیک ٹھاک رکھنے والا ہے اس لئے کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ نبوت مردوں میں رہی اور اسی طرح شرعی طور پر خلیفہ بھی مرد بن سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ لوگ کبھی نجات نہیں پا سکتے جو اپنا والی کسی عورت کو بنائیں (بخاری)

۲۔ (الف) حدثنا عثمان بن الهيثم قال حدثنا عوف عن الحسن عن ابی بکرةؓ قال لقد نفعنی الله بکلمة سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم ایام الجمل بعد ما کدت ان الحق باصحاب الجمل فاقاتل معهم قال لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل فارس قد ملکوا علیهم بنت کسریٰ قال لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأةً

(بخاری ص ۶۳۷-۱۰۵۲ ج ۲)

ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا کہا ہم سے عوف نے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابی بکرةؓ سے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنگ جمل کے دن مجھ کو اس بات سے فائدہ دیا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ورنہ میں قریب تھا کہ جمل والوں کے ساتھ یعنی حضرت عائشہؓ کے لشکر میں شریک ہو کر (مسلمانوں سے) لڑتا۔ ابوبکرہ نے کہا وہ بات یہ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی (بوران بنت شیرویہ) کو تخت پر بٹھایا تو فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے (ملک کے) امور کا حاکم و والی کسی عورت کو بنایا ہو۔

بخاری شریف کے حاشیہ میں حدیث ابوبکرہ پر قسطلانی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت کی سربراہی جائز نہیں۔

اور اسی طرح محدث شہیر فقیہ نبیل ملا علی قاریؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف مرقاة شرح مشکوٰة میں اس حدیث کے شرح میں لکھتے ہیں:۔

فی شرح السنة لا تصلح المرأة ان تکون اماما ولا قاضیا لانهما محتاجان الی الخروج للقیام بامور المسلمین والمرأة عورة لا تصلح لذلك۔ ولان المرأة ناقصة والقضاء من کمال الولایات فلا یصلح لها الا الکامل من الرجال (ص ۳۱۵ ج ۷)

شرح السنہ میں ہے کہ عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ دو وجہوں سے جائز نہیں۔

۱۔ سربراہی قیام بامور المسلمین کے لئے آزاد چلنے پھرنے کا تقاضا کرتی ہے اور عورت کو قرن فی البیت اور حجاب کا حکم دیا گیا ہے۔ ۲۔ عورت عقل کے لحاظ سے ناقص ہے اور ریاست عامہ کمال ولایت ہونے کی وجہ سے کمال عقل کو چاہتی ہے

علامہ ابن کثیرؒ اور ملا علی قاریؒ جیسے محدثین، مفسرین نے اس حدیث کو عام لے کر اس سے عورت کی سربراہی کے عدم جواز پر استدلال فرما گئے۔ لہٰذا اس حدیث کو بنت کسریٰ کے ساتھ مخصوص جاننا سوائے خالی دعوے کے اور کچھ نہیں

خود راوی حدیث صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرہ رضؓ کے اسلوب کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اس حدیث کو عام لے رہے ہیں (کما لا یخفی علی المتامل)

(ب) ما رأیت من ناقصات عقل و دین اغلب لذی لب منکن قالت یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ما نقصان العقل والدین قال اما نقصان عقلها فشهادة امرتین تعدل شهادة رجل فهذا نقصان العقل وتمکث اللیالی لاتصلی وتفطر فی رمضان فهذا نقصان الدین (رواہ مسلم فی صحیحہ)

میں نے نہیں دیکھا کہ باوجود عقل و دین کی کمی کے مردوں کی عقل مارنے والی تم سے زیادہ ہو۔ اس نے پھر پوچھا کہ حضورؐ! ہم میں دین کی اور عقل کی کمی کیسی ہے؟ فرمایا عقل کی کمی تو اس سے ظاہر ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ ایام حیض میں نہ نماز ہے نہ روزہ۔ (ابن کثیر صـ ۳۳۵ ج ۱)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عورت ناقص العقل ہے اور ریاست عامہ نام ہے کمال ولایت کا لہذا اس کے لئے کمال عقل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث کی رو سے عورت میں مفقود ہے۔ اس لئے عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ جائز نہیں۔

۴۔ شرح عقائد کے مشہور شرح نبراس میں ہے۔

قد اجمع الامة علی عدم نصبها حتی فی الامامة الصغری

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ عورت کی ریاست عامہ (امامت کبریٰ) اور ریاست خاصہ (امامت صغریٰ) دونوں جائز نہیں۔

ذیل میں مشہور محدثین و فقہا اور متکلمین کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمالیجئے تاکہ مسئلہ کی مزید توضیح ہو جائے۔

۱۔ صاحب درمختار لکھتے ہیں:

و یشترط کونه حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا صـ ۴۰۵ ج ۱

یعنی ریاست عامہ کے لئے مرد ہونا شرط ہے لہذا عورت کی سربراہی جائز نہیں۔

۲۔ علامہ ابن عابدین عورت کی سربراہی کے عدم جواز کی تعلیل میں لکھتے ہیں۔

لان النساء امرن بالقرار فی البیوت فکان مبنی حالهن علی الستر والیه اشار النبی

کیونکہ عورتوں کو قرار فی البیوت کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا ان پر حجاب اور ستر میں رہنا لازم ہے

صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال کیف یفلح قوم تملکھم امرءۃ (ص۳۰۵ - ج ۱)

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی سربراہی کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ قوم کبھی فلاح نہ پا سکے گی جس پر عورت حکومت کر رہی ہو۔

۳۔ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں :۔ یشترط فی الامام ان یکون مکلفا حرا ذکرا الی قولہ والنساء ناقصات عقل ودین ممنوعات عن الخروج الی مشاھد الحکم ومعارک الحرب (ص۲۷۷ - ج ۲)

عورت کی سربراہی دو وجہ سے جائز نہیں
۱۔ عورت عقل اور دین کے لحاظ سے ناقص ہے
۲۔ اس کو پردہ میں رہنے کا حکم ہے۔

۴۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اپنی مشہور زمانہ تفسیر روح المعانی میں اس آیت انی وجدت امرءۃ تملکھم (الآیۃ) کے تحت رقم طراز ہیں :۔

ولیس فی الایۃ مایدل علیٰ جواز ان تکون المرءۃ ملکۃ ولاحجۃ فی عمل قوم کفرۃ علی مثل ھذا المطلب وفی صحیح البخاری من حدیث ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغہ ان اھل فارس قد ملکوا علیھم بنت کسریٰ قال لن یفلح قوم ولوا امرھم امرءۃ

یعنی عورت کی سربراہی جائز نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک کا بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے اقتدار کا مالک عورت کو بنا دیا۔

ص۱۸۹ ج ۱۰ الجز ۱۹

۵۔ حضرت العلامہ مولانا آزاد الرجال قوامون الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں :۔
اللہ نے دنیا میں ہر گروہ کو دوسرے گروہ پر خاص خاص باتوں میں مزیت دی ہے اور ایسی مزیت مردوں کو بھی عورتوں پر ہے۔ مرد عورت کی ضروریات معیشت کے قیام کا ذریعہ ہے۔ اس لئے سربراہی و کارفرمائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کے لئے ہو گیا ہے۔ (ترجمان القرآن ص۱۱۳ - ج ۱)

۶۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اپنی معروف و مقبول تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں،
"کیا کسی عورت کا بادشاہ ہونا یا کسی قوم کا امیر و امام ہونا جائز ہے؟
صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رض کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک کا بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا :۔

لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأة یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے اقتدار کا مالک عورت کو بنادیا اس لئے علماء امت اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت وخلافت یا سلطنت وحکومت سپرد نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کبریٰ بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے۔

رہا بلقیس کا ملکہ سبا ہونا۔ تو اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوسکتا جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے خود نکاح کیا۔ اور پھر اس کو حکومت وسلطنت پر قائم رکھا اور یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں جس پر احکام شرعیہ میں اعتماد کیا جاسکے (ص ۳۱ ج ۲)۔ ۷۔ مشہور محدث حضرت مولانا عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث لن یفلح قوم الخ کے شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ ازیں معلوم میشود کہ زن قابل ولایت وامارت نیست (ص ۳۰۹ ج ۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کی ریاست عامہ اور سربراہی جائز نہیں۔ ۸۔ علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں اس عنوان "عورت کو اپنا حاکم بنانے والی قوم کبھی فلاح نہ پاسکتی" کے تحت حدیث لن یفلح قوم (الحدیث) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولایت وحکمرانی کا اہل مرد ہی ہوسکتا ہے۔ عورت حکمرانی وسربراہی کے منصب کی اہل نہیں۔ ص ۶۷۲۔ ج ۳

۹۔ حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی مشہور زمانہ تفسیر مظہری میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی بما فضل اللہ بعضھم علی بعض۔ کے تحت لکھتے ہیں:۔

یعنی الرجال علی النساء فی اصل الخلقۃ بکمال العقل وحسن التدبیر وبسطۃ فی العلم والجسم ومزید القوۃ فی الاعمال وعلو الاستعداد ولذالک خصوا بالنبوۃ والامامۃ والولایۃ والقضاء والشھادۃ فی الحدود والقصاص وغیرھا ووجوب الجھاد والجمعۃ والعیدین والاذان والخطبۃ والجماعۃ وزیادۃ السھم فی الارث ومالکیۃ النکاح وتعدد المنکوحات والاستبداد بالطلاق وکمال الصوم والصلوٰۃ من غیر فتور وغیر ذالک وھذا امر وھبی (ص ۹۸ ج ۲)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو یعنی مردوں کو بعض پر یعنی عورتوں پر (تخلیقی) برتری عطا فرمائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد کو کمال عقل حسن تدبیر، وسعت علم، عظمت جسم، زیادتی قوت اور صلاحیت واستعداد کی بیشی تخلیقی طور پر عطا کی ہے اتنی کہ عورت کو یہ چیزیں نہیں دی گئیں اسی لئے مندرجہ ذیل خصوصیات واحکام مرد کے لئے ہیں عورتیں ان احکام وخصوصیات سے محروم ہیں۔ نبوت، امامت وحکومت، قضاء، تعزیری جرائم کی شہادت، وجوب جہاد وجوب جمعہ، وجوب عیدین، اذان وخطبہ، نماز باجماعت۔ میراث میں حصہ کی زیادتی۔ نکاح کی مالکیت، تعدد ازدواج، اختیار طلاق، پورے

رمضان کے روزوں کی اور ہر زمانہ میں پوری
نمازوں کی فرضیت وغیرہ۔ اور عطا الہٰی ہے۔

۱۰۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی مشہور اور بے حد مقبول تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں :-

اور ہماری شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی ممانعت ہے پس بلقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے، اول تو یہ فعل مشرکین کا تھا دوسرے اگر شریعت سلیمانیہ نے اس کی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدی میں اس کے خلاف ہوتے ہوئے وہ حجت نہیں۔ (ص ۴۴۷۔ ج ۲)

۱۱۔ تفسیر نسفی میں الامام الجلیل العلامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رقمطراز ہیں :-

یعنی انما کانوا مسیطرین علیهن لسبب تفضیل الله بعضهم وهم الرجال علی بعض وهم النساء بالعقل والحزم الی قوله والنبوة والخلافة والامامة الخ	اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے عقل، عزم، حزم، رائے وقوت وجہاد وکمال، صلوٰۃ وصوم نبوت وخلافت وامامت وغیرہ۔ (ج ۱ ص ۲۲۳)

۱۲۔ حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حدیث لن یفلح قوم الخ کی شرح میں لکھتے ہیں :- [1]

قوله ولوا امرهم امرأةً ۔ فی شرح السنة لا تصلح المرأة ان تكون اماما ولا قاضيا لان الامام والقاضی محتاجان الی الخروج للقيام بامر المسلمين والمرأة عورة لا تصلح لذلك ولان المرأة ناقصة والقضاء من كمال الولايات فلا يصلح لها الا الكامل من الرجال۔	شرح السنہ میں ہے کہ عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ دو وجہوں سے جائز نہیں (۱) سربراہی قیام بامور المسلمین کے لئے آزاد چلنے پھرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اور عورت کو قرار فی البیت اور حجاب کا حکم دیا گیا ہے (۲) عورت عقل کے لحاظ سے ناقص ہے اور ریاست عامہ کمال ولایت ہونے کی وجہ سے کمال عقل کو چاہتی ہے۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی اپنی مقبول ترین تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں :-

---

[1] التعلیق الصبیح ج ۴ ص ۲۰۰

العاشرہ - روی البخاری من حدیث ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغہ ان اھل فارس قد ملکوا بنت کسریٰ قال لن یفلح قوم ولوا امرھم امرءۃ قال القاضی ابوبکر بن العربی ھذا نص فی ان المرءۃ لاتکون خلیفۃ ولاخلاف فیہ (ص ۱۸۳ ج ۱۳)

امام بخاری نے ابن عباس رض سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ :۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو تخت پر بٹھایا ۔ تو فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے ملک کے امور کا حاکم و والی کسی عورت کو بنایا ہو۔

قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ عورت خلافت کی اہل نہیں ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ۔

الشیخ الامام العلامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن العینی شارح بخاری ؒ ۔ بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری میں حدیث لن یفلح قوم کی شرح میں لکھتے ہیں :۔

قال الخطابی فی الحدیث ان المرءۃ لاتلی الامارۃ ولاالقضاء (ص ۵۹ ج ۱۸)

علامہ خطابیؒ نے ارشاد فرمایا کہ عورت حکومت اور قضاء کی اہل نہیں ہے ۔

ازالۂ شبہات بعض حضرات کو حدیث لن یفلح کے متعلق خصوص کا شبہ ہوا ہے اس وجہ سے کہ بعض اقوام میں عورتیں سربراہ رہ چکی ہیں اور وہاں بجائے عدم فلاح کے فلاح دیکھا گیا ہے ۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جن اقوام میں عورتیں سربراہ رہ چکی ہیں تو وہ ضرور کسی نہ کسی درجہ میں عدم فلاح کا شکار ہو چکے ہیں اور تاریخ اس کا شاہد ہے ۔

اور بعض تو بڑے عبرتناک زوال اور عدم فلاح سے دوچار ہو چکے ہیں ۔ چنانچہ برطانیہ کی مثال لیجئے ایک زمانہ میں برطانیہ کے قلمرو میں سورج تک نہ ڈوبتا تھا اور آج وہ عظیم برطانیہ دنیا کے ایک چھوٹے سے گوشے میں محصور ہو کر عظیم سے صغیر و حقیر برطانیہ بن گیا ہے ۔ اور ان میں سے بعض اقوام میں بہ ظاہر جو فلاح نظر آتا ہے اس سے حدیث نبوی ؐ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ؂ ۔ کیونکہ فلاح کلی مشکک ہے ۔ اور اس کے مراتب مختلف ہیں تو بظاہر کسی ایک مرتبہ فلاح کے وجود سے تمام مراتب فلاح کا وجود لازم نہیں آتا ۔ حتیٰ کہ عدم فلاح متحقق نہ ہونے

؂ اور یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ بعض اقوام کا زوال بغیر عورت کے سربراہی کے بھی آیا ہے اس لئے کہ زوال کے اسباب مختلف ہوتے ہیں ۔ جس طرح کہ موت کے اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں ۔ کوئی بخار سے مرتا ہے اور کوئی ہیضہ سے ! اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ جائزہ سے کہ ان بیگمات کی حیثیت (باقی اگلے صفحہ پر)

کی وجہ سے حدیث نبوی کے متاثر ہونے کا خدشہ لازم آجائے۔ اس کے علاوہ حدیث کے استقبالی صیغہ لن یفلح کے پیش نظر یہ بھی ممکن ہے کہ مستقبل میں یہ اقوام کسی خاص زوال اور ناکامی میں مبتلا بھی ہوجائیں اور بر تقدیر عدم ابتلا کے جواب وہ ہے جو پہلے گذر چکا ہے۔ اس حدیث کو تمام اکابر امت سلفا وخلفا نے عموم کا درجہ دیتے ہوئے انتشار کے معنی میں لیا ہے۔ اور دوسرے نصوص کے علاوہ اس حدیث سے بھی عورت کی سربراہی کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے۔

۲۔ بعض کو یہ شبہ ہوگیا ہے کہ حضرت مولانا تھانوی نے عورت کی ریاست عامہ اور سربراہی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ حضرات یا تو مولانا تھانوی کے مقصد کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی نے امداد الفتاویٰ میں جو فتویٰ دیا ہے اس کی عبارت سے یہ صاف واضح ہے کہ وہ دو صورتوں میں جواز کے قائل ہیں۔

۱۔ عورت صرف صوری سربراہ ہو۔ حقیقی نہ ہو۔ بلکہ حقیقۃً صرف مشیرہ ہو۔ اور حاکم اور سربراہ حقیقۃً پارلیمنٹ ہو۔ اور وجہ جواز یہ ہے کہ عورت اہل مشورہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں تو یہ صورت نہیں بلکہ یہاں سربراہ حقیقۃً وزیراعظم ہوتا ہے۔ اور پارلیمنٹ کی حیثیت صرف مشیر کی ہوتی ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے عورت حقیقۃً حکمران ہو۔ مگر التزاماً اپنی انفرادی رائے سے کام نہ کرتی ہو۔ اور اس صورت میں جواز میں راز یہ ہے کہ علت عدم جواز کا نقصان عقل ہے۔ اور جب مشورہ رجال سے اس کا انجبار ہوگیا تو علت مرتفع ہوگئی۔ تو معلول یعنی عدم جواز وعدم فلاح بھی منفی ہوگیا۔ مگر ہمارے ہاں یہ صورت بھی نہیں۔ بلکہ یہاں وزیراعظم مستبد بالرائے ہوتا ہے۔ اور پارلیمنٹ کو اپنی ہی رائے کا تابع بناتا ہے۔

اور جب کہ عورت حقیقۃً حکمران اور سربراہ مملکت ہو اور اپنی انفرادی رائے سے کام کرتی ہو تو اس صورت کو مولانا تھانوی بھی ناجائز اور داخل حدیث سمجھتے ہیں۔ لہذا مولانا تھانوی کے فتویٰ سے عورت کی مطلق سربراہی کا جواز نکالنا یقیناً مولانا تھانوی کے مقصد کو نہ جاننے یا تجاہل عارفانہ کا نتیجہ ہے۔

بقیہ حاشیہ صکا واقعۃً صرف مشیر کی ہوتی۔ گو بظاہر وصورۃً وہ حکمران تھیں۔ اور اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ یہ بزات اگرچہ حکمران تھیں مگر التزاماً اپنی انفرادی رائے سے کام نہ کرتیں۔ اور یہ دونوں صورتیں حدیث کے تحت داخل نہیں اول اس لئے کہ عورت اہل مشورہ ہے اور دوم اس لئے کہ علت عدم فلاح کا نقصان عقل ہے۔ اور جب مشورہ رجال سے اس کا انجبار ہوگیا تو علت مرتفع ہوگئی تو معلول یعنی عدم فلاح بھی منفی ہوگیا تو ان وجوہ کی بنا پر یہ بعض اقوام عدم فلاح کے شکار نہ ہوگئے۔

(تنبیہ) گذشتہ صفحات میں جو صورتیں جائز قرار دی گئی ہیں ان کا جواز بے حجابی سے اجتناب کے ساتھ مشروط ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین کی تعلیل صراحت کے ساتھ اس پر دال ہے۔

۳۔ بعض لوگ قرآن پاک میں مذکور ملکہ بلقیس کے قصہ سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ ان سے انتزاع سلطنت کیا گیا ہو۔ پس بظاہر حکایت سلطنت اور عدم حکایت انتزاع سے اس سلطنت کا بحالہا باقی رہنا معلوم ہوتا ہے اور تاریخ صراحۃً اس کی مؤید ہے اور قاعدہ اصولیہ ہے۔ اذا قص اللہ ورسولہ علینا امرا من غیر نکیر علیہ فہو حجۃ لنا لہذا قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ عورت کی سربراہی جائز ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ملکہ بلقیس کی حکومت کی صورت ان دو صورتوں میں سے ایک تھی جن کو مولانا تھانوی نے جائز قرار دیا ہے اور اس کا قرینہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد عالی ہے ما کنت قاطعۃ امرا حتیٰ تشھدون۔

(بلقیس نے کہا) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔

اور اس قرینہ سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر یہ فرض کیا جائے کہ مسلمان ہونے کے بعد ملکہ بلقیس کی حکومت کی صورت وہ تیسری صورت تھی جس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ تو پھر گذشتہ قاعدہ اصولیہ کی رو سے جواب یہ ہے کہ چونکہ اس صورت پر ہماری شریعت میں انکار آیا ہے لہذا یہ حجت نہیں بن سکتی۔

۴۔ بعض صحافی حضرات نے حدیث لن یفلح قوم الخ کے متعلق ضعف کا دعویٰ کیا ہے جو سراسر جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔

امام ترمذی نے اپنی مشہور کتاب سنن ترمذی میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

حدثنا محمد بن المثنی ثنا خالد بن الحارث نا حمید الطویل عن الحسن عن ابی بکرۃؓ قال عصمنی اللہ بشیٔ سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ھلک کسریٰ قال من استخلفوا قالوا ابنتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃً فلما قدمت عائشۃؓ یعنی البصرۃ ذکرت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعصمنی اللہ بہ (قال الترمذی)

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (جنگ جمل کے دن) مجھ کو اس بات کی وجہ سے بچایا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ جب کسریٰ ہلاک ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایران والوں نے کس کو خلیفہ، حکمران بنایا۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کسریٰ کی بیٹی کو خلیفہ و حکمران بنایا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے ملک کے امور کا حاکم و والی کسی عورت

هذا حدیث صحیح

(ترمذی ابواب الفتن ص ۵۲)

کو بنایا ہو۔ تو جب حضرت عائشہ رض بصرہ تشریف لے آئیں تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان لن یفلح قوم الخ یاد آیا اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔ اور میں جمل والوں کے ساتھ شریک نہ ہوا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

بعض لوگ جنگ جمل کے واقعات سے ناکام اور نا تمام استدلال کر رہے ہیں۔

اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس موقعہ پر ام المومنین حضرت عائشہ رض نے امامت و خلافت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی امامت و خلافت کا مطالبہ کیا۔ بلکہ وہ اور ان کے ساتھی حضرت عثمان رض کے قصاص کے لیئے جدوجہد کر رہے تھے۔

دیکھئے یہ حضرات، حضرت قعقاع رض کو کیا جواب دے رہے ہیں۔

"اگر حضرت علی رض کے یہی خیالات ہیں جو آپ نے بیان کئے اور وہ قاتلین عثمان رض سے قصاص لینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو پھر لڑائی اور مخالفت کی کوئی بات باقی نہیں رہتی۔ ہم اب تک یہی سمجھتے رہے کہ ان کو قاتلین عثمان رض سے ہمدردی ہے۔"

(تاریخ اسلام ج ا ص ۳۹۶)

بخاری کا حاشیہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

قوله ایام الجمل متعلق بقوله نفعنی الله۔ وایام الجمل وقعة وقعت بالبصرة بین علی رض وعائشة رضی الله عنهما سنه ست ثلثین وکانت یومئذ علی الجمل فسمیت به اصحاب الجمل یعنی عسکرہ قاله الکرمانی ولم تکن عائشة رض ولا غیرها طالبین الامارة والخلافة بل طلبوا دم عثمان رض من قتلته وکان علی رض الی قوله کذا فی الفتح

(جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۷)

جنگ جمل ۳۶ ھ میں حضرت علی رض اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان لڑی گئی۔ اس دن ام المومنین جمل (اونٹ) پر سوار تھیں۔ اس لئے ان کے لشکر کا نام اصحاب الجمل پڑا۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ رض اور ان کے ساتھی امارت یا خلافت کے طالب نہ تھے۔ یہ حضرات صرف اور صرف حضرت عثمان رض کے قصاص لینے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔

لہٰذا اس واقعہ سے عورت کی سربراہی کے جواز پر استدلال صحیح نہیں ۔کیونکہ اس واقعہ میں امامت یا خلافت کی کوئی بات نہیں تھی ۔البتہ اس واقعہ کی سرپرستی کرنے کی وجہ سے صورت خلافت و امامت ضرور آئی تھی ۔ جو ناجائز نہیں ۔مگر حقیقت خلافت و امامت بالکلیہ موجود نہ تھی کیونکہ اس موقعہ پر نہ خود ام المومنینؓ نے امامت کا دعویٰ فرمایا اور نہ ساتھیوں نے ان کو امام و خلیفہ بنایا ۔بلکہ مشترکہ طور پر یہ حضرات حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے سعی و کوشش کر رہے تھے ۔البتہ تحریک و سرپرستی حضرت ام المومنینؓ کی تھی ۔جیسے ایک گھر میں کام بچے کرتے ہیں اور تحریک و سرپرستی ماں کرتی ہے ۔اس لئے اس واقعہ سے عورت کی سربراہی اور امامت و خلافت کا جواز نکالنا درست نہیں ،مگر چونکہ صورت امامت تو آئی تھی اس لئے حدیث لن یفلح قوم الخ کے راوی حضرت ابوبکرہؓ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حدیث لن یفلح قوم الخ ہی کی رو سے غایت تقویٰ اور نہایت خشیت خداوندی کی وجہ سے ام المومنینؓ کے لشکر میں شمولیت نہ فرمائی ۔اور خود ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی اس حدیث کی صوری مخالفت اور اس فساد کی وجہ سے جو اس واقعہ جمل میں واقع ہوا اتنی غمگین ہوئیں اور اس قدر پریشان ہوئیں کہ فرمانے لگیں ۔

" کاش میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی "

۶ ۔بعض لوگ یہ بے بنیاد اور بے سروپا الزام لگاتے ہیں کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کے مقابلہ میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کے اکابر علماء فاطمہ جناح کی حمایت و تائید کر رہے تھے ۔اگر عورت کی سربراہی شرعاً ناجائز ہوتی تو حضرت مولانا شیخ الاسلام درخواستی مدظلہ ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ ۔محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے علماء فاطمہ جناح کی تائید و حمایت نہ فرماتے ۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے ۔

سُبحانک ھٰذا بُھتان عظیم ہ

معترضین پر یہ لازم ہے کہ دجل و فریب سے کام نہ لیں اور ماضی قریب کی تاریخ کی ورق گردانی کریں ۔ایوبی دور کے سرکاری ریکارڈ ملاحظہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جمعیت علماء اسلام کے اکابر فاطمہ جناح کی مخالفت کرتے رہے یا موافقت ۔حقیقت یہ ہے کہ اس موقعہ پر جمعیت علماء اسلام کے اکابر نے فاطمہ جناح اور ایوب خان کی مخالفت کر کے حضرت مولانا عبیداللہ انور لاہوریؒ کو صدارتی امیدوار نامزد کیا تھا اور جمعیت کے اکابر فاطمہ جناح کی مخالفت اس لئے کر رہے تھے کہ عورت کی سربراہی شرعاً درست نہیں ۔ (تنبیہ) شریعت نے عورت کو ریاست عامہ کی ذمہ داری سے مستثنیٰ کر کے اس پر عین شفقت اور مہربانی فرمائی ہے کیونکہ عورت کے نازک اور ضعیف کندھوں پر ریاست عامہ کا عظیم بوجھ ڈالنا حکمت کا تقاضا ہے نہ عقل کا ۔

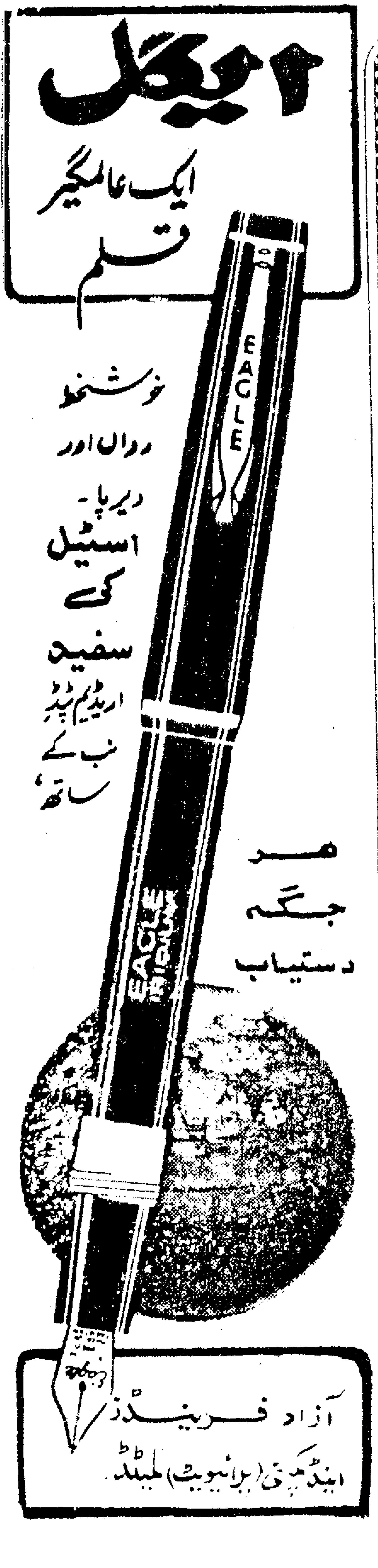
ایگل
ایک عالمگیر
قلم
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ

دلکش
دلنشیں
دلفریب
حسین
کے
پارچہ جات
حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں حسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی

پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
SOHRAB
سہراب